دفتر مجلس انصاراللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
Ph:+91-1872-220186, Fax: +91-1872-224186, Mob. +91-98154-94687, E-mail:ansarullahbharat@gmail.com

حوالہ/Ref تاریخ/Date

قناعت اور سادگی کے حوالے سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان افروز تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23/ اکتوبر 2026ء ۲۳/اخاء ۱۴۰۵ ہش) بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادہ زندگی کا ذکر مَیں نے شروع کیا تھا۔ آپؐ کی سادگی کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ بعض اوقات اپنی ضرورت کی اشیاء خود بازار سے خرید فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بازار میں داخل ہوا۔ آپؐ کپڑے کے تاجر کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ نے چار درہم میں کھلا پاجامہ خریدا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتی تھیں کہ حضرت ابوبکرؓ میرے پاس آئے۔ اس وقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں کچھ اشعار گا رہی تھیں۔ وہ پیشہ ور گانے والیاں نہ تھیں بلکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ میری سہیلیاں تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے گانے کی آواز سنی تو فرمایا: یہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں تم لوگ شیطان کی بانسریاں (گانا بجانا) لے کر بیٹھی ہو۔ یہ عید کا دن تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا: اے ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوا کرتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ پس ان کو گیت گانے دو اور مت روکو۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ سادہ بے تکلف ماحول ہے، کوئی شرک کی بات نہیں ہو رہی تو انہیں گیت گانے دو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے پاس سے گزرتے تو آپؐ انہیں سلام کرتے۔ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے۔ ان کے لیے دعا کیا کرتے۔ کوئی شخص آپؐ کے ساتھ بیٹھتا، یا کسی حاجت کے لیے آپؐ سے گفتگو کرتا تو آپؐ اس کے ساتھ تحمل سے بیٹھے رہتے یہاں تک کہ وہ شخص خود اٹھ کر چلا جاتا۔ یہ سادگی اور تحمل آنے والے کو تسلی اور حوصلہ دیتا کہ وہ اپنی بات آرام سے بیان کرے۔ پس یہ وہ طریقہ ہے جو ہمارے عہدے داروں کو بھی اختیار کرنا چاہیے۔

حضرت امام حسینؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد سے آنحضورﷺ کی مجلس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ اُٹھتے بیٹھتے ذکرِ الٰہی کرتے، کسی قوم کے پاس جاتے تو جب مجلس ختم ہوتی تو وہیں تشریف رکھتے۔ آپؐ ہر ہم نشین کو اُس کا حق دیتے، کوئی یہ گمان نہ کرتا کہ کوئی دوسرا اُس سے زیادہ معزّز ہے۔ آپؐ کی سخاوت اور حسنِ خُلق سب کے لیے یکساں تھی، آپؐ اُن کے لیے بمنزلہ باپ ہو گئے تھے۔

ہجرتِ مدینہ کے وقت جب قباء سے باہر آپؐ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے تو اُس وقت ابھی اہلِ مدینہ کی اکثریت آپؐ کے چہرے سے واقف نہ تھی۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کو آپؐ کی جگہ رسول اللہ سمجھ رہے تھے اور بڑی عقیدت سے حضرت ابوبکرؓ کی طرف منہ کرکے بیٹھ جاتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سب دیکھ کر جھٹ اپنی چادر اٹھائی اور سورج کی طرف کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر دھوپ پڑ رہی ہے۔ مَیں آپؐ پر سایہ کرتا ہوں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ مَیں ایک بار بیمار ہوا تو نبی ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ میرے گھر تشریف لائے اور انہوں نے مجھے بے ہوش پایا۔ نبی ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھے ہوش آیا۔

حضورﷺ کی زندگی میں کوئی بناوٹ نہیں تھی، سادگی تھی۔ آپؐ اپنے صحابہؓ کو بھی یہی سمجھایا کرتے تھے کہ سادگی اختیار کرو تاکہ ان کی بھی اصلاح ہوتی رہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن تین تین آدمی ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ آپؐ کے ساتھ سوار ہونے والوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ سوار ہوں اور ہم پیدل چل لیتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور نہ مَیں تم دونوں سے ثواب کے معاملے میں بے نیاز ہوں۔ اس لیے جو اصول مقرر ہو گیا ہے اسی کے مطابق عمل ہوگا۔

حضرت عمرو بن حارثؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم، نہ غلام، نہ کوئی لونڈی۔ سوائے اپنے سفید خچر کے، جس پر آپؐ سوار ہوا کرتے تھے اور اپنے ہتھیاروں کے اور ایک زمین کے، جو آپؐ نے مسافروں کے لیے وقف کر دی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپؐ اچھی سے اچھی غذا بھی کھا لیا کرتے تھے اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپؐ نے فاقے بھی کیے۔ بعض دفعہ اتنے لمبے فاقے کیے کہ آپؐ کو اپنا پیٹ باندھنا پڑا۔ مگر ہر حالت میں آپؐ کی زندگی شکر اور سادگی میں بسر ہوئی۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی بڑی سادہ تھی۔ آپؐ کسی کام میں عار نہیں سمجھتے تھے۔

آپؐ اپنے اونٹ کو خود چارہ ڈالتے، گھر کے کام کاج کرتے، اپنی جوتیوں کی مرمت کر لیتے، کپڑے کے پیوند لگا لیتے، خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے، آٹا پیستے پیستے اگر وہ تھک جاتا تو اس میں اس کی مدد کرتے۔ بازار سے گھر کا سامان اٹھا کر لانے میں شرم محسوس نہ کرتے۔ امیر غریب ہر ایک سے مصافحہ کرتے، سلام میں پہل کرتے، اگر کوئی کھجور کی دعوت بھی دیتا تو آپؐ اسے حقیر نہ سمجھتے اور اسے قبول کرتے۔ آپؐ نہایت ہمدرد، نرم مزاج اور حلیم الطبع تھے۔ آپؐ کا رہن سہن نہایت سادہ تھا، بشاشت سے پیش آتے، تبسّم آپؐ کے چہرے پر جھلکتا رہتا۔ آپؐ زور کا قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے۔ خدا کے خوف سے فکر مند رہتے مگر تُرش روی اور سختی نام کی بھی نہ تھی۔ منکسر المزاج تھے، مگر اِس میں کوئی کمزوری اور پست ہمتی کا شائبہ تک نہ تھا۔ بڑے سخی، نرم دل اور رحیم و کریم تھے۔ ہر مسلمان سے مہربانی سے پیش آتے۔ اتنا پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے کہ ڈکار لیتے رہیں۔ کبھی حرص و طمع کے جذبے سے ہاتھ نہ بڑھاتے بلکہ صابر و شاکر اور کم پر قانع رہتے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور خود بھی ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ چھوٹے سے چھوٹا تحفہ بھی ہوتا تو آپؐ قبول کرتے اور اُس کے بدلے میں تحفہ دیا بھی کرتے تھے۔ آپؐ نے کبھی کسی کھانے کو بُرا نہیں کہا۔ اگر آپؐ اس کو پسند کرتے تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

آپؐ نے پشم یعنی کھردری اُون کا کپڑا پہنا، مرمت کیے ہوئے جوتے پہنے۔ آپؐ نے ہمیشہ سخت کھانا کھایا (یعنی جَو کی موٹی روٹی جو بغیر پانی کے حلق سے نیچے نہیں اترتی) اور سادہ پہنا۔

آپؐ نے اپنی زرہ جَو کے عوض گروی رکھی تھی۔ آپؐ نے ایک مرتبہ روٹی کے ایک ٹکڑے پر کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اِس کا سالن ہے۔ یوں کھجور کے ساتھ روٹی کھائی۔ آپؐ کی خدمت میں ایک مرتبہ گرم کھانا لایا گیا۔ آپؐ نے تناول کیا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اتنے عرصے سے گرم کھانا نہیں کھایا تھا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت وفات پائی جب ہم کھجور اور پانی سیر ہو کر کھاتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ طیّبین اور طاہرین کا سیر ہو کر کھانا اُس قسم کا سیر ہونا نہیں ہے جو اُن لوگوں کا ہوا کرتا ہے جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے کھاتے ہیں جیسے چار پائے کھاتے ہیں اور آگ اُن کا ٹھکانہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت سیر ہو کر کھانا اور ہی نُور ہے اور اگر اُس سیری کو اُن لوگوں کی طرف نسبت دی جاوے جن کا اصل مقصد احتظاظ (یعنی لذت حاصل کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا) حاصل کرنا اور جن کی نگاہیں نفسانی شہوات کے استفا تک محدود ہوں، اُس سیری کو ہم ہرگز سیری نہیں کہہ سکتے۔ سیری کی تعریف میں پاکوں اور مقدسوں کی اصطلاح اور ناپاکوں اور شکم پرستوں کی اصطلاح الگ الگ ہے۔ پاک لوگ اُسی قدر غذا کا نام سیری رکھ لیتے ہیں کہ جب فی الجملہ وقت جُوع دُور ہو جائے اور حرکات و سکنات پر قوّت

حاصل ہوجائے۔غرض مومن کی سیری یہی ہے کہ اس قدر غذا کھائے کہ جو اُس کی پشت کو قائم رکھے اور حقوقِ واجبہ ادا کر سکے۔ پس جو سید المرسلین ہے اس کی سیری کا قیاس عام لوگوں کی سیری پر قیاس مع الفارق ہے۔اسی طرح بہت لوگوں نے آپؐ کی شانِ عظیم کو نہیں سمجھا اور الفاظ کے مورد استعمال کو ملحوظ نہیں رکھا اور اپنے تئیں غلطی میں ڈال لیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت یہ فرمانا کہ مَیں سیر ہوگیا ہوں ہرگز ان کے قول کا مراد نہیں جنہوں نے اصل مقصد اپنی زندگی کا کھانا ہی سمجھا ہوا ہے۔غرض پاکوں کا کام اور کلام پاکوں کے مراتبِ عالیہ کے مطابق سمجھنا چاہیے اور اُن کے اُمور کا دوسروں پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔وہ درحقیقت اس عالَم سے باہر ہوتے ہیں گو بصورت اس عالَم کے اندر ہی ہوں۔

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب بھی مَیں دن میں دو مرتبہ سیر ہوکر کھانا کھاتی ہوں تو مجھے رونا آتا ہے۔پوچھا گیا کہ کیوں رونا آتا ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ حالت یاد آجاتی ہے جس میں آپؐ نے دنیا چھوڑی۔

خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی ایک دن میں دو مرتبہ روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

حضرت عبداللہ بن عبیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ! آپ ٹیک لگا کر کھائیں یہ آپؐ کے لیے زیادہ آرام دِہ ہوگا۔آپؐ نے اپنی پیشانی زمین کی طرف جھکا دی اور قریب تھا کہ وہ زمین کو چھوئے۔آپؐ نے فرمایا: مَیں تو اسی طرح کھاؤں گا جس طرح عام بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھوں گا جس طرح عام بندہ بیٹھتا ہے کیونکہ مَیں تو محض ایک بندہ ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ ایسے خلیق تھے باوجود یکہ آپؐ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپؐ کو کھڑا کرتی تو آپؐ اُس وقت تک کھڑے رہتے جب تک وہ اجازت نہ دے۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ آپؐ کا مقام بہت اعلیٰ مقام ہے اور آپؐ کے ہر عمل میں ایک اُسوہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔